معاصر اسلامی بینکاری اور مسئلہ تورق(Tawuraq)

حافظ عبدالباسط خان*

معاصر اسلامی بینکاری میں تورق (Tawuraq) کا استعمال روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اس کے متعلق تمام ضروری ابحاث کو اجمالاً سمیٹا گیا ہے۔

لغوی تعریف:

تَوَرُّق باب تفعل سے مصدر ہے۔ اس کی اصل ورق ہے۔ ورق راء کے فتحہ کے ساتھ پتے کو کہتے ہیں جب کہ راء کے کسرہ کے ساتھ چاندی کو کہتے ہیں خواہ وہ ڈھالی ہوئی ہو یا نہ ہو۔

ورق سے باب افعال (اورق الرجل، آدمی مالدار ہوگیا) باب استفعال (استورق الرجل، آدمی نے مال طلب کیا) اور باب تفعل (تورق الحیوان، جانور نے پتے کھائے) مستعمل ہیں۔(۱)

قرآن کریم کی آیت ﴿فَلْيَاتُوا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ﴾ (۲)

''تم میں سے ایک یہ چاندی کے سکے لے کر بازار جائے''

اور حدیث مبارکہ ''وفی الرقة ربع العشر''(۳) ''چاندی میں اڑھائی فیصد زکوٰۃ ہے'' میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

اصطلاحی تعریف:

تورق بیع کی وہ قسم ہے جس میں نقد رقم کا ضرورت مند ایک شخص سے ادھار چیز مہنگے داموں خریدتا ہے اور پھر اسے بازار میں نقد قیمت پر (جو ادھار قیمت سے کم ہوتی ہے) کسی تیسرے شخص کے ہاتھ بیچ دیتا ہے اور نقد رقم حاصل کر کے اپنی ضرورت پوری کر لیتا ہے۔ چونکہ اسے نقد رقم (وَرِق یعنی چاندی) حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی مناسبت سے اس معاملہ کو تورق کہہ دیتے ہیں۔(۴)

جو شخص اس معاملہ کے ذریعے نقد رقم کا طالب ہو اسے متورق یا مستورق کہتے ہیں اور جو شخص اسے ادھار فروخت کرتا ہے اسے مُوَرِّق کہتے ہیں۔

تورق کی متقارب اصطلاحات: تورق کے متقابل دو اصطلاحات اور مستعمل ہیں۔ توریق اور عینہ

توریق: توریق (Securitization) کا معنی سودی قرض حاصل کرنا ہے۔(۵)

---

* لیکچرار، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

عینہ: عینہ بیع کی وہ قسم ہے جس میں نقد رقم کا ضرورت مند ایک شخص سے ادھار چیز مہنگے داموں خرید تا ہے اور پھر اسے اسی پہلے شخص کو نقد قیمت پر (جو ادھار قیمت سے کم ہوتی ہے) بیچ دیتا ہے۔

عینہ کی اقسام: عینہ کی مختلف اقسام فقہاء نے ذکر کی ہیں۔

۱- ایک ضرورت مند شخص کسی دوسرے شخص سے کوئی چیز ادھار خرید تا ہے اور پھر یہ خریدار اسی شخص کو یہی چیز نقد قیمت پر فروخت کر دیتا ہے۔ یہ نقد قیمت اس ادھار قیمت سے کم ہوتی ہے۔

تفہیم کی خاطر مزید اقسام کو مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے۔

۲- : زید، بیع عینہ کے ذریعے نقد رقم کا طالب ہے۔ خالد، عامر سے نقد قیمت پر چیز خرید تا ہے اور پھر خالد یہ چیز زید کو ادھار پر مہنگے داموں فروخت کر دیتا ہے اور پھر زید یہ چیز دوبارہ عامر کو نقد قیمت پر بیچ دیتا ہے۔

۳- زید ایک چیز ادھار خرید تا ہے اور ایک مہینہ میں قیمت کی ادائیگی طے پاتی ہے پھر زید یہی چیز اسی شخص کو جس سے خریدی تھی ادھار پر مہنگی فروخت کر دیتا ہے اور ادائیگی کے لئے ایک مدت طے کرتا ہے جو پہلی مدت سے کم ہوتی ہے۔

۴- زید خالد کو پندرہ روپے ادھار دیتا ہے۔ پھر دس روپے کی کوئی چیز اسے پندرہ روپے میں فروخت کر دیتا ہے اور وہی ادھار پندرہ روپے بطور چیز کی قیمت کے واپس لے لیتا ہے۔ یوں اصل پندرہ روپے زید پر ادھار رہ گئے۔

۵- زید اور خالد پہلے ایک سودی معاملہ پر متفق ہو جاتے ہیں اس معاملہ کی خاطر وہ عامر کے پاس جاتے ہیں۔ زید، عامر سے کوئی چیز خرید تا ہے اور خالد کو نقد قیمت پر فروخت کر دیتا ہے۔ خالد پھر زید کو ادھار پر مہنگے داموں فروخت کر دیتا ہے۔ زید پھر عامر کو وہی چیز واپس کر دیتا ہے اور عامر کے اس معاملہ میں تعاون کرنے پر کچھ رقم اسے دے دیتا ہے۔

اس پانچویں قسم کو عینہ ثلاثیہ کہتے ہیں اور وہ قسم جس میں چیز پہلے بائع کے پاس بغیر کسی واسطہ کے واپس چلی جاتی ہے اسے عینہ ثنائیہ کہتے ہیں۔ (٦)

عینہ کا حکم: عینہ کی یہ تمام اقسام جمہور فقہاء کے نزدیک ناجائز اور حرام ہیں، سوائے امام شافعی کے (مزید تفصیل آگے آ رہی ہے) کیونکہ یہ سودی معاملات کا دروازہ کھولتی ہیں۔ ابن قیم نے مذکورہ بالا پانچویں قسم کو تمام اقسام میں بدترین قرار دیا ہے کیونکہ اس میں دو سودی معاملہ کرنے والے تیسرے شخص کا واسطہ پیدا کر کے حرام کو حلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (٧)

تورق کی اقسام: تورق کی دو تقسیمات ہیں۔

تقسیم اول: تورق حقیقی: وہ تورق جس میں باقاعدہ بائع، مشتری اور تیسرا شخص معاملات حقیقت میں طے کرتے ہیں۔

تورق حقیقی دو عقود سے مرکب ہے۔

عقد اول میں نقد رقم کا ضرورت مند شخص کوئی چیز کسی سے مہنگی قیمت پر ادھار خرید تا ہے اور باقاعدہ قبضہ حاصل کرتا ہے۔

عقد دوم میں یہ ضرورت مند شخص اپنی مقبوضہ چیز کو بازار میں کسی تیسرے شخص کے ہاتھ خریدی ہوئی قیمت کی بہ نسبت سستی قیمت پر نقد بیچ دیتا ہے۔

یہ دونوں عقود حقیقت میں انجام پاتے ہیں۔

تورق صوری: یہ وہ قسم ہے جس میں محض صورۃً کوئی چیز ضرورت مند شخص خریدتا ہے اور بغیر قبضہ کے وہ محض ایک کاغذی کاروائی کے ذریعے بالواسطہ طور پر اس پہلے شخص کے کسی ایجنٹ یا جاننے والے کے ہاتھ بیچ دیتا ہے اور بیچتے وقت عموماً قبضہ بھی نہیں دلاتا اس لیے کہ خود اس کو بھی چیز پر حقیقی قبضہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے بائع اول اس مخصوص مشتری کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ فروخت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

تقسیم دوم: تورق فردی: یہ وہی تورق ہے جس کا ذکر ''تورق حقیقی'' کے ذیل میں ہوا۔ چونکہ یہ عموماً افراد کے درمیان ہوتا ہے اور فرد اس سے متمتع ہو رہا ہوتا ہے اسلئے اسے تورق فردی کہا جاتا ہے۔

تورق منظم: یہ تورق کی وہ قسم ہے جس میں نقد کے ضرورت مند شخص کیلئے بائع تورق کے تمام امور کا اہتمام کرتا ہے چنانچہ ضرورت مند شخص جب بائع سے مہنگے داموں ادھار قیمت پر چیز خرید لیتا ہے تو یہی بائع اس شخص کی طرف سے وکیل بن کے اس کی چیز کو آگے نقد پر فروخت کر دیتا ہے اور خریدنے والے سے چیز کی قیمت لے کر ضرورت مند شخص کے حوالے کر دیتا ہے۔

بینکاری تورق: بینکوں کا تورق بھی تورق منظّم ہی کی گویا ایک قسم ہے چنانچہ بنک متورق کی طلب پر بازار سے نقد چیز خرید کے متورق کو ادھار پر مہنگے داموں فروخت کر دیتا ہے اور پھر متورق کی طرف سے بطور وکیل کے اسی چیز کو کسی تیسرے شخص کے ہاتھ نقد کم قیمت پر فروخت کر کے رقم متورق کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتا ہے یہ تیسرا شخص بینک ہی سے متعلق ہوتا ہے۔

تورق مقلوب: یہ بینکاری تورق ہی کی ایک قسم ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اس میں بنک متورق ہوتا ہے اور بنک کا اکاؤنٹ ہولڈر بائع اول ہوتا ہے۔ وہ بنک کو ادھار پر مہنگے داموں چیز بیچتا ہے جو بنک ہی اولاً وکالۃً انٹرنیشنل مارکیٹ یا نیشنل مارکیٹ سے خریدتا ہے اور بنک اس چیز کو کسی تیسرے شخص کے ہاتھ نقد فروخت کر دیتا ہے۔ یوں بنک کے پاس نقد رقم (Liqudity) آجاتی ہے۔(۸)

بینکاری تورق کی مشہور اقسام:

۱۔ جس کا ذکر بینکاری تورق کی تعریف کے ذیل میں گزرا۔

۲۔ جس کا ذکر تورق مقلوب کے ذیل میں گزرا۔

۳۔ کرنٹ اکاؤنٹ یا کریڈٹ کارڈ اکاؤنٹ ہولڈر سے اکاؤنٹ کھولتے وقت اس چیز پر دستخط لیے جاتے ہیں کہ جونہی اس کا اکاؤنٹ ایک مقررہ رقم تک پہنچ گیا اسے تورق کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ اس معاملے سے بنک کا مقصد اپنے خسارہ جات کو پورا کرنا ہوتا ہے۔

۴۔ صکوک شئے مستاجرہ: بنک زمین وغیرہ عوام کو بیچتا ہے اور پھر ان سے لیز (lease) پر لے لیتا ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ زمین بائع یعنی بینک کو خرید شدہ رقم پر دوبارہ بیچ دی جائے گی۔ اس میں مقصود صاحب صکوک کو زمین کا کرایہ دلانا ہے۔

۵۔ صکوکِ منافع: یہ طویل المدت منافع کا صکوک ہے جیسے عوام خرید بھی سکتے ہیں مگر اس شرط پر کہ منافع بائع اول ہی کو فروخت کرنا ہوں گے سالانہ کی بنیاد پر۔ دوبارہ بیچتے وقت قیمت بڑھا دی جاتی ہے۔

تورق فردی کی مشہور اقسام:

۱۔ وہی جس کا تذکرہ تورق فردی کے تعارف کے ذیل میں آیا ہے۔ اس قسم کی انفرادیت یہ ہے کہ متورق کی نیت کا کسی کو علم نہیں کہ وہ اس نیت سے ادھار خرید رہا ہے کہ اسے نقد پر فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کرے گا۔

۲۔ متورق تاجر سے قرض مانگتا ہے وہ کہتا ہے کہ قرض کے لئے تو نقد رقم میرے پاس نہیں تم مجھ سے ادھار پر چیز خرید لو اور اسے بازار میں نقد پر فروخت کر دو۔ تاجر ادھار کی وجہ سے چیز کی قیمت میں اضافہ نہیں کرتا۔

۳۔ یہی دوسری صورت ہو مگر تاجر ادھار پر فروخت کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کر دے۔(۹)

تورق فردی اور تورق منظّم (بشمول بینکاری تورق و تورق مقلوب) کے درمیان فروق:

۱۔ تورق منظّم میں بائع، متورق کے لیے نقد پر فروخت کرنے کے معاملے میں ایک واسطے کا کام دیتا ہے۔ جب کہ تورق فردی میں بائع کا مبیع اور متورق کے ساتھ تعلق ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ تورق منظّم میں متورق، نقد قیمت پر فروخت کردہ شے کی قیمت بائع سے حاصل کرتا ہے جب کہ تورق فردی میں متورق شےء کو بذات خود فروخت کر کے براہ راست قیمت مشتری سے حاصل کرتا ہے۔

۳۔ تورق منظّم میں بائع اور مشتری دوم کے درمیان تورق کے معاملہ کی ابتداء ہی میں اتفاق ہو جاتا ہے کہ مشتری دوم مبیع کو فلاں قیمت پر خرید لے گا اور وہ مشتری دوم اس کا وعدہ اور التزام کرتا ہے۔ یہ اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ قیمتوں کی گراوٹ سے محفوظ رہا جا سکے جب کہ تورق فردی میں اس عمل کا نام ونشان نہیں ہوتا۔(۱۰)

تورق فردی کے مجوزین و مانعین:

تورق کے جواز و عدم جواز کی بحث میں سب سے مقدم یہ امر ہے کہ آیا تورق فردی بھی جائز ہے کہ نہیں؟

ظاہر ہے کہ اگر تورق کی یہ قسم جواز و قبول کا درجہ حاصل کرسکی تو پھر ہی تورق منظم پر بحث کا دروازہ کھل سکے گا ورنہ معاملہ یہیں ختم ہو جائے گا۔

تورق فردی اور فقہی مذاہب:

حنبلی مسلک:۔ کہا جاتا ہے کہ تورق کا اول اول ذکر حنابلہ کے ہاں ملتا ہے۔ علمائے حنابلہ امام احمد سے تورق کے بارے میں دو قول نقل کرتے ہیں۔ ایک جواز کا اور دوسرا کراہت کا۔ تاہم علمائے حنابلہ کی تصریحات یہ واضح کرتی ہیں کہ جواز کا قول ہی مختار اور پسندیدہ ہے۔

"لو احتاج الی نقد، فاشتری ما یساوی مائة بمائة و خمسین فلا باس، نص علیه وهو المذهب، وعلیه الاصحاب، وهی مسألة التورق"(۱۱)

"یعنی اگر ایک شخص کو نقد کی ضرورت ہو اور وہ سو روپے کی چیز ایک سو پچاس میں خرید لے تو کوئی حرج نہیں اسی پر نص وارد ہوئی ہے یہی حنبلی مذہب ہے اور اسی پر حنابلہ کا اتفاق ہے اور اسی کا نام تورق ہے۔"

"ولو احتاج انسان الی نقد فاشتری ما یساوی مائة بمائة و خمسین فلا بأس بذلك نص علیه وهی ای هذه المسئلة تسمی مسألة التورق"(۱۲)

اس عبارت کا مفہوم بھی مقدم الذکر عبارت کے مفہوم کے قریب ہے۔

ابن قدامہ جو حنبلی مسلک کے معتمد شارح شمار ہوتے ہیں انہوں نے اگرچہ تورق کے عنوان سے مسئلہ کا ذکر نہیں کیا تاہم بیع عینہ کے ضمن میں اس کا تذکرہ کیا ہے کہ اگر مشتری اول بائع اول ہی کو دوبارہ فروخت نہ کرے نہ ہی اس کے کسی وکیل کو فروخت کرے تو پھر یہ بیع عینہ جائز ہے(۱۳)۔ ظاہر ہے کہ جس بیع کے جواز کا وہ فتویٰ دے رہے ہیں وہی بیع تورق ہے۔

البتہ امام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم تورق کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ان کے اقوال و تحریرات سے جو امر مستفاد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بیع عینہ اور بیع تورق میں یہ امر مشترک ہے کہ متورق اور صاحب عینہ کا اصل مقصد اس مبیع سے براہ راست استفادہ کرنا نہیں ہے بلکہ وہ اسے نقد رقم کے حصول کا ذریعہ بناتے ہیں اور اپنے ذمے زیادہ رقم بطور قرض اٹھا کے کم رقم بطور نقد حاصل کرتے ہیں اور یہ ربا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ یہاں ایک شئ کو واسطہ بنانے کے باعث اس سود کا حصول مشکل بنایا گیا ہے اور سادہ سودی معاملہ میں سود کا حصول آسان ہوتا ہے گویا سود کے حصول کے لئے شئ کا واسطہ اسے جائز نہیں کرے گا۔ اگرچہ یہ دونوں حضرات تسلیم کرتے ہیں کہ امام احمد سے اس

بارے میں دو روایتیں ہیں تاہم وہ جواز والی روایت کو مرجوح قرار دیتے ہیں۔(۱۴)

معاصر مصنفین میں سے جو حضرات تورق منظّم یا تورق فردی و منظّم دونوں کے عدم جواز کے قائل ہیں، انہوں نے ان دو حضرات کے استدلالات کو اپنے مؤقف کی تائید میں پر زور طریقے سے تفصیلاً پیش کیا ہے۔

شافعی مسلک: شافعی مسلک میں بیع عینہ بھی جائز ہے تا آنکہ بائع اول پابند کرے مشتری اول (صاحب عینہ) کو کہ وہ کم قیمت پر اسے ہی فروخت کرے۔ یہ مسلک شافعی کی وہ تعبیر ہے جو فیومی نے ذکر کی ہے۔ باقی خود امام شافعی (۱۵) اور ان کے مذہب کے متقدمین اصحاب اجتہاد بڑی شد و مد سے بیع عینہ کے جواز کا فتوی دیتے ہوئے اور اس کے جواز کا دفاع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

امام ماوردی نے بیع عینہ کے مانعین کا رد کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بجائے سود کے حصول کے لیے حیلہ ہونے کے، سود سے بچنے کا ایک حیلہ ہے۔

"واما الجواب عن قولهم انه ذريعة الى الربا الحرام فغلط بل هو سبب يمنع من الحرام وما منع من الحرام كان ندبا"(۱۶)

امام نووی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ مشتری اول (صاحب عینہ) کے لیے بائع اول ہی کو دوبارہ فروخت کر دینا صحیح ہے خواہ یہ طریقہ اس شہر میں بطور عرف و عادت کے موجود ہو یا نہ ہو۔(۱۷)

البتہ متأخرین شوافع مثلاً ذکریا انصاری، شربینی اور رملی وغیرہ نے بیع عینہ کی کراہت کا قول اختیار کیا ہے۔(۱۸)

غلاصہ یہ ہے کہ جب متقدمین شوافع اور خود امام شافع عینہ کے جواز تک کے قائل ہیں تو وہ تورق کے بطریق اولیٰ قائل ہوں گے۔

مالکی مسلک: جہاں تک مالکی مسلک کا تعلق ہے تو جمہور کے ہاں جو بیع عینہ کی صورت ہے مالکیہ کے ہاں وہ قابل فسخ ہے جب تک مبیع موجود ہے وہ اسے بیع الآجال کے تحت داخل کرتے ہیں۔ ابن رشد کی عبارت سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔

"فاذا باع الرجل سلعة بثمن الى اجل ثم ابتاعها منه بأقل من ذلك الثمن نقداً فسخت البيعتان جميعا عن ابن الماجشون، وهو الصحيح فى النظر"۔(۱۹)

البتہ ان کے ہاں عینہ کی صورت یہ ہے:

"اذا جاء شخص لاخر وقال له سلفنى ثمانين وارد لك مائة، فقال له هذا لا يحل ولكن ابيعك سلعة قيمتها ثمانين بمائة فهذا من العينة المكروهة"۔(۲۰)

''یعنی ایک شخص دوسرے سے سودی قرض مانگے تو وہ یہ کہے کہ یہ تو جائز نہیں البتہ میں تمہیں اسّی روپے کی چیز سو روپے میں ادھار دے دیتا ہوں (تاکہ تم اسے نقد قیمت پر فروخت کر کے

رقم سے فائدہ اٹھاسکو) تو یہ صورت عینہ مکروہہ کی ہے۔''

اب مالکیہ کے ہاں بعض روایات تو وہ ہیں جن سے مطلقاً وہ تمام صورتیں ممنوع قرار پاتی ہیں جن میں بائع اول کو معلوم ہو کہ مشتری ادھار خرید شدہ چیز کو نقد فروخت کر کے رقم حاصل کر لے گا اور اپنی ضرورت پوری کر لے گا ہاں البتہ اگر وہ اس ادھار خرید شدہ چیز کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا چاہے تو پھر فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں اس علی الاطلاق ممانعت کے باعث بعض معاصر مصنفین (سامی بن ابراہیم السویلم اسلامک ڈویلپمنٹ بنک جدہ) کے نزدیک تورق بھی مالکیہ کے نزدیک عینہ کی طرح حرام قرار پاتا ہے۔

متعدد تحریرات اس علی الاطلاق ممانعت پر دلیل ہیں۔ بطور مثال ایک تحریر درج ذیل ہے۔

"قال مالك، "لو باعه وهو ممن يعيّن، رواية زيت بعشرين، على ان ينقده عشرة، و عشرة الى اجل فلا خير فيه ان كان مبتاعها يريد بيعها" (۲۱)

"وهذا فيما يشتريه ليبيعه لحاجته الى ثمنه، فاما من يشترى لحاجته من ثوب تلبسه ودابة يركبها او خادم يخدمه فلا باس بذلك كله" (۲۲)

البتہ بعض معاصر مصنفین (مولانا محمد تقی عثمانی) کی رائے مختلف ہے۔ ان کی رائے یہ ہے کہ مالکیہ نے صراحتاً ''بیوع الآجال'' کے تحت تورق کی صورت کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس بعض جزئیات تورق کی اجازت پر دلالت کرتی ہیں۔

مندرجہ ذیل جزئیات قابلِ غور ہیں:

"وسئل مالك عن رجل ممن يعين يبيع السلعة من الرجل بثمن الى اجل، فاذا قبضها منه ابتاعها منه رجل حاضر كان قاعدا معهما فبعها منه ثم ان الذى باعها الاول اشتراها منه بعد، وذلك فى موضع واحد، قال: لا خير فى هذا، ورآه انه محلل فيما بينهما" (۲۳)

''امام مالکؒ سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو بیع عینہ کرتا ہے، وہ ایک کے ہاتھ ادھار چیز بیچتا ہے۔ خریدار جب چیز پر قبضہ کر لیتا ہے تو وہیں موجود شخص اس سے وہ چیز خرید لیتا ہے اور پھر وہ بائع اول کو چیز فروخت کر دیتا ہے اور یہ سارے معاملات ایک ہی مجلس میں منعقد ہوتے ہیں۔ امام مالک نے جواباً فرمایا اس معاملہ میں کوئی خیر نہیں ہے اور یہ تیسرا شخص ان کے درمیان گویا محلل ہے۔''

اس جزئیہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر یہ شئ بائع اول ہی کو واپس نہ ہوتی بلکہ مشتری ثانی یہ چیز کسی اور کو فروخت کر دیتا تو یقیناً یہ معاملہ جائز ہو جاتا۔

"قال عيسىٰ! وسمعت ابن القاسم وسئل عن رجل اشترى من رجل سلعة بثمن الى اجل، ثم ان البائع امر رجلا ان يشترى له سلعة بنقد و دفع اليه دنانيره فاشتراها المأمور من المشترى باقل من الثمن الذى كان ابتاعها به المشترى، وقد علم المأمور ان الآمر باعها منه او لم

یعلم وقد فاتت السلعة قال لا خیر فیه"(۲۴)

عیسیٰ کہتے ہیں کہ ابن قاسم کو میں نے سنا ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک شخص دوسرے سے ادھار چیز خریدتا ہے پھر فروخت کنندہ ایک شخص کو حکم دیتا ہے کہ وہ خریدار سے وہی چیز نقد قیمت پر خرید لے اور وہ اسے اس مقصد کے لئے رقم بھی دے دیتا ہے پھر یہ شخص (مأمور) مشتری سے وہ چیز اس ادھار قیمت کے مقابلے میں کم قیمت پر خرید لیتا ہے حالانکہ اس مامور کو یہ تو علم ہے یا علم نہیں ہے کہ آمر نے یہ چیز اسی مشتری اول کو فروخت کی تھی۔ ابن قاسمؒ نے فرمایا اس معاملہ میں کوئی خیر نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ اس معاملہ میں خیریت کا پہلو اسی لیے نہیں ہے کہ وہ چیز بائع اول کے پاس بالواسطہ پہنچ ہی گئی۔ اگر یہ آمر اس چیز کو خرید کے بازار میں کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیتا تو ابن القاسم کا یہ جواب نہ ہوتا۔

چنانچہ امام دسوقی نے بیوع الآجال جو ممنوع ہیں ان کی پانچ اقسام ذکر فرمائی ہیں۔ ان میں سے متعلقہ قسم وہ ہے کہ دوسری مرتبہ فروخت کرنے والا وہی جو پہلی مرتبہ خریدنے والا ہے یا اس کا قائم مقام اور پہلی مرتبہ فروخت کرنے والا ہی ہے جو دوسری مرتبہ خریدنے والا ہے یا اس کا قائم۔ (۲۵)

امام قرافیؒ نے فرمایا ہے کہ ہم اس صورت کو غلط سمجھتے ہیں کہ دوسری مرتبہ عقد بائع اول ہی کے ساتھ ہو۔ (۲۶)

چنانچہ ان تمام مندرجہ بالا تصریحات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مالکیہ کے ہاں تورق فردی جائز ہے۔

حنفی مسلک: جہاں تک حنفیہ کا تعلق ہے تو اولاً ان کے ہاں متقدمین اصحاب ترجیح وتخریج نے تورق کو عینہ کی ہی کی ایک شکل بتلایا ہے۔

امام سرخسی لکھتے ہیں:

"وذکر عن الشعبی انه کان یکره ان یقول الرجل للرجل: أقرضنی فیقول لاحتی ابیعك وانما اراد لهذا اثبات کراهیة العینة، وهو ان یبیعه ما یساوی عشرة بخمسة عشر لیبیعه المستقرض بعشرة، فیحصل للمقرض زیادة وهذا فی معنی قرض جر منفعة والا قراض مندوب الیه فی الشرع، والغرر حرام، الا ان البخلاء من الناس تطرقوا بهذا الامتناع مما یذنوا الیه، والاقدام علی ما نهو عنه من الغرور"(۲۷)

اسی طرح امام حصکفیؒ بیع عینہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"ای بیع العین بالربح نسیئة لیبیعها المستقرض باقل لیقضی دینه، اخترعه اکلة الربا وهو مکروه مذموم شرعا لما فیه من الاعراض عن مبرة الاقراض"(۲۸)

امام نسفیؒ (۵۳۷ھ) (۲۹) اور امام زیلعی (۷۴۳ھ) نے بھی عینہ کی تفسیر علی الاطلاق ذکر کی ہے جس میں

شئے کے بائع اول کی طرف دوبارہ لوٹنے کی قید نہیں ہے بلکہ صراحتاً بازار میں فروخت کرنے کا ذکر ہے۔

"وصورته ان یاتی هو الی تاجر فیطلب منه القرض و یطلب التاجر الربح ویخاف من الربا، فیبیعه التاجر ثوبا یساوی عشرة مثلا بخمسة عشر نسیئة لیبیعه هو فی السوق بعشرة، فیصل الی العشرة ویجب علیه للبائع خمسة عشر الی اجل"(۳۰)

ان تمام تحریرات سے یہ امر واضح ہے کہ حنفیہ کے اکثر اصحاب متون نے تورق اور عینہ میں فرق نہیں کیا۔ البتہ عینہ کی تفسیر میں فتاویٰ ہندیہ میں دوصورتیں ذکر ہیں۔ ایک صورت تو وہی ہے جو عین تورق ہے جب کہ دوسری صورت "عینہ ثلاثیہ" کی ہے جو صفحات بالا میں عینہ کی پانچویں صورت کے تحت مذکور ہے۔(۳۱)

رہا یہ امر کہ عینہ (بشمول تورق) کا حکم کیا ہے تو ان تمام مذکورہ بالا اصحاب متون نے اسے مکروہ (جو علی الاطلاق بولا جائے تو مکروہ تحریمی سے عبارت ہوتا ہے) قرار دیا ہے۔ امام محمد سے منقول ہے:

"هذا البیع فی قلبی کأمثال الجبال ذمیم اخترعه اکلة الربا" (۳۲)

جب کہ دوسری طرف امام ابو یوسف سے اس کا جواز منقول ہے:

"وقال ابویوسف؛ لا یکره هذا البیع، لانه فعله کثیر من الصحابة وحمدوا علی ذلك ولم یعنوه من الربا حتی لو باع کاغذة بالف یجوز ولا یکره"(۳۳)

اسی طرح امام ابو یوسف سے یہ بھی منقول ہے کہ بیع عینہ قابل ثواب ہے:

"العینة جائزة ماجور من عمل بها کذا فی مختار الفتاویٰ" (۳۴)

عبد الواحد بن کمال المعروف ابن الہمام نے امام محمد کے کراہت کے قول کو عینہ ثنائیہ وثلاثیہ پر محمول کیا ہے (جس میں مبیع، بلا واسطہ یا بالواسطہ بائع اول کی طرف لوٹ جاتا ہے) اور امام ابو یوسف کے قول جواز کو تورق پر محمول کیا ہے:

"ثم الذی یقع فی قلبی ان ما یخرجه الدافع ان فعلت صورة یعود فیها الیه هو او بعضه کعود الثوب او الحریر فمکروه والا فلا کراهة الا خلاف الاولیٰ علی بعض الاحتمالات کان یحتاج المدیون فیأبی المسؤل ان یقرض بل ان یبیع ما یساوی عشرة بخمسة عشر الی اجل فیشتریه المدیون ویبیعه فی السوق بعشر حالة ولا بأس فی هذا فان الاجل قابله قسط من الثمن، والقرض غیر واجب علیه بل هو مندوب"(۳۵)

ابن الہمامؒ کے تورق اور عینہ کے درمیان اس فرق کو بقول ابن عابدین بہت سے متاخرین حنفیہ نے اختیار کیا ہے۔ بلکہ قاضی خان جن کی ترجیح اقوال حنفیہ کے ہاں سب سے معتمد سمجھی جاتی ہے ان کا کلام بھی اس فرق کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ انہوں نے عینہ ثلاثیہ کے بارے میں کہا ہے:

"وهذه الحیلة هی العینة التی ذکرها محمد رحمة الله تعالیٰ" (۳۶)

نیز سودی قرض کے حصول کے لیے عوام میں رائج حیلوں کا انہوں نے تفصیل سے ذکر کیا ہے لیکن تورق کی صورت کو ان کے ذیل میں ذکر نہیں کیا (۳۷)۔

لہذا یہ بات واضح ہے کہ حنفیہ کے ہاں تورق، عینہ سے خارج ہے۔

اقوال فقہاء کا حاصل:

اقوال فقہاء کا حاصل یہ ہے کہ جمہور تورق کو جائز قرار دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ موسوعہ فقہیہ کویتیہ نے بھی جمہور کی طرف جواز تورق کی نسبت کی ہے (۳۸) اور مجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ نے اپنے پندرہویں اجلاس (منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۴۲۱ھ) کی پانچویں قرارداد میں جمہور کے قول جواز کی وجہ سے جواز کا فیصلہ کیا تھا۔ محقق کے نزدیک انفرادی سطح پر تورق کا معاملہ جائز ہے اسلئے کہ اس میں کوئی ناجائز عقد نہیں ہے۔

تورق فردی کے بارے میں مجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ کا فیصلہ:

اولاً: ان بيع التورق: هو شراء سلعة فى حوزة البائع و ملكه، بثمن مؤجل، ثم يبيعها المشترى بنقد لغير البائع، للحصول على النقد، (الورق)

ثانیاً: ان بيع التورق هذا جائز شرعا، وبه قال جمهور العلماء، لان الاصل فى البيوع الاباحة، لقول الله تعالىٰ (واحل الله البيع وحرم الربوا) (البقرة: ٢٧٥) ولم يظهر فى هذا البيع ربا، لا قصدا ولا صورة، ولان الحاجة داعية الى ذلك لقضاء دين او زواج او غيرهما"

ثالثاً: جواز هذا البيع مشروط بان لا يبيع المشترى السلعة بثمن اقل مما اشتراها به على بائعها الاول، لا مباشرة ولا بالواسطة، فان فعل فقد وقعا فى بيع العينة المحرم شرعا لاشتماله على حيلة الربا، فصار عقد محرما" (۳۹)

اس فیصلہ میں اولاً تورق فردی کی تعریف کی گئی ہے ثانیاً اس کی حدیث کا فتویٰ دیا گیا ہے اور دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ یہ بیع ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے نیز یہ کہ تورق میں صورۃً نہ ارادۃً ربا ہے۔ ثالثاً یہ کہ اگر مبیع بائع اول کے پاس دوبارہ آجائے تو یہ تورق نہیں بلکہ عینہ ہے جو جمہور کے نزدیک ناجائز ہے۔

تورق منظّم:

تورق منظّم کا شیوع: تورق منظّم کا شیوع ایک فطری امر ہے۔ اس لئے کہ علم الاقتصاد انسان کو ہمیشہ ایسے طریقوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے جن میں کم سے کم رسک (Risk) اٹھا کر زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کیا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سود کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کیونکہ اس میں بھی کاروبار کا رسک لئے بغیر، نفع ونقصان کے جھنجٹوں کے بغیر ایک مناسب اضافہ حاصل ہو جاتا ہے۔

آج سے قریباً دس سال پہلے جب تورق پر فقہی بحث کا آغاز ہوا تھا اور اور مجمع الفقہ الاسلامی کے مندرجہ بالا فیصلہ کی وجہ سے اولاً سعودی بینکوں میں تورق کا آغاز ہوا تھا تو کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہی تورق فردی ایک دن تورق منظّم کی شکل اختیار کر لے گا اور اسلامی مالیاتی اداروں (Islamic Financial Institution) کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

تورق منظّم، فقہاء سلف کی تحریرات کی روشنی میں:

یہ بات تو طے ہے کہ فقہاء سلف کے دور میں ''تورق منظّم'' کی اصطلاحات موجود نہ تھی۔ یہ اصطلاح تو معاصر دور میں رائج ہوئی ہے البتہ تورق منظّم کی حقیقت اور اصل فقہاء سلف کے ادوار میں بھی موجود تھی اور انہوں نے اس کے بارے میں اپنی تحریرات میں کافی مواد چھوڑا ہے۔تورق منظّم کے بارے میں چند تابعین وفقہاء کی آراء درج ذیل ہے۔

سعید بن المسیبؒ:

سعید بن میبب، تابعین میں سب سے بڑے عالم تھے اور صحابہ کرام کی زندگی میں فتویٰ دیتے تھے حتیٰ کہ عبد اللہ بن عمرؓ کو جب کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو فرماتے کہ سعید بن میّب سے پوچھو کیونکہ وہ صالحین کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔

داؤد بن عاصم ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن میبّب سے پوچھا کہ میری بہن نے مجھ سے کہا تھا کہ میرے لیے بیع عینہ کا معاملہ کرنے کے لیے کسی کو تلاش کرو۔ میں نے ان سے کہا کہ میرے پاس گندم ہے۔ داؤد کہتے ہیں کہ پھر میں نے وہ گندم سونے کے بدلے میں ادھار انہیں فروخت کردی اور انہوں نے اس پر قبضہ بھی کرلیا۔ پھر وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ اب کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو مجھ سے یہ گندم (نقد) خرید لے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں خود اسے آپ کی طرف سے فروخت کیے دیتا ہوں، چنانچہ میں نے یہ گندم ان کی طرف سے وکالۃً آگے فروخت بھی کر دی۔ پھر مجھے خیال ہوا کہ شاید اس معاملہ میں کوئی غلطی ہوئی ہے لہذا میں نے سعید بن میبّب سے پوچھا تو وہ فرمانے لگے کیا تم ہی اس گندم کے اصل مالک نہ تھے۔ میں نے کہا کہ میں ہی اس کا اصل مالک تھا۔ آپ نے فرمایا:

"فذلك الربا محضا فخذ رأسما لك، واردد اليها الفضل" (۴۰)

''یعنی یہ تو خالص سودی معاملہ ہوگیا تم اپنی اصل قیمت لے لو اور ادھار کے باعث جو زائد طے ہوا تھا اسے واپس کردو۔''

اس اثر پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ داؤد کی بہن نے نقد فروخت کیلئے محض انہیں وکیل بنایا تھا جیسا کہ تورق منظّم میں بینک خود ہی قرض دار کی طرف سے وکیل بن کے نقد فروختگی کا معاملہ طے کرتا ہے مگر سعید بن میبّب نے اصل مالک اور قرض دار کو قرض خواہ کی طرف سے وکالۃً فروخت کرنے کے معاملہ کو سودی ہی نہیں خالص سودی معاملہ قرار دیا اور اصل قیمت سے زائد واپس کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے اسے ابواب العینہ الثنائیہ کی بجائے دوسرے ابواب میں ذکر فرمایا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عینہ کی نہیں بلکہ تورق کی ہی کوئی صورت ہے جو یقیناً بمطابق جدید اصطلاح تورق منظّم ہے۔

امام الحسنؒ بن یسار البصری:

حسن بصریؒ کبار تابعین میں سے ہیں۔ بصرہ کے مفتی تھے اور سعید بن مسیّب کے بعد تابعین میں سب سے بڑے عالم سمجھے جاتے تھے۔

ابوکعب عبدربہ بن عبید الازدی کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری سے پوچھا کہ میں ریشم (جو عموماً اس دور میں بیع عینہ کے لیے استعمال ہوتی تھی) فروخت کرتا ہوں۔ اب کوئی دیہاتی مرد یا عورت (بیع عینہ کے تحت) وہ ریشم مجھ سے خریدتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے بازار میں اب تم ہی نقد فروخت کر دو کیونکہ ہمیں بازار کے معاملات کا علم نہیں۔ حسن بصری فرمانے لگے:

"لا تبعه ولا تشتره، ولا ترشده، الا ان ترشد الی السوق"(۴۱)

''یعنی تم نہ تو اسے وکالۃً فروخت کرو نہ خریدو، نہ خرید کنندہ کی طرف ان کی رہنمائی کرو۔ ہاں صرف بازار کا راستہ بتا دو۔''

اسی طرح رزیق ابن ابی سلمی نے حضرت حسن سے ایسا ہی سوال پوچھا تو فرمایا:

"اذا ابعته، فلا تدل علیه احداً، ولا تکون منه فی شیء، ادفع الیه متاعه ودعه"(۴۲)

''یعنی نہ تو فروخت کرو نہ اور کسی طریقے سے مدد کرو بس ان کا سامان انہیں دو اور چھوڑ دو۔''

اس اثر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ادھار فروختگی کے معاملہ میں فروخت کرنے کے بعد اب بائع کو سختی کے ساتھ یہ حکم ہے کہ اس بیع کو نقد فروخت کرنے کیلئے وہ مشتری کو سوائے بازار کا راستہ بتانے کے اور کوئی رہنمائی بھی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ وہ وکالۃ مبیع کو فروخت کرے جیسا کہ تورق منظّم میں ہوتا ہے نیز یہ کہ یہ ممانعت ایسی صورت میں بھی قائم رہے گی جب مشتریٔ اول بازار کے معاملات سے بخوبی واقف نہ ہو۔

امام مالک بن انسؒ:

امام مالک بن انس کے بارے میں ابن القاسم لکھتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ ایک شخص سو دینار کے بدلے میں ایک چیز ادھار فروخت کرتا ہے جب بائع اور مشتری میں معاملہ طے پا جاتا ہے تو خریدار فروخت کنندہ سے کہتا ہے کہ میری طرف سے اس چیز کو نقد پر فروخت کر دیجئے۔ اس سوال پر امام مالک نے فرمایا ''لا خیر فیه''۔(۴۳)

یعنی اس میں کوئی خیر نہیں اور آپ نے اس سے منع فرما دیا۔

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ:

امام محمد بن الحسنؒ الشیبانی بیع عینہ کے مانعین میں شامل ہیں انہوں نے لکھا ہے:

"ولو باعه لرجل، لم یکن ینبغی له ان یشتریه باقل من ذلك قبل ان ینقد لنفسه ولا لغیره، بل ولا ینبغی للذی باعه ان یشتریه ایضا باقل من ذلك، لنفسه ولا لغیره، لانه هو البائع"(۴۴)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے وکالۃ کوئی شئ ادھار فروخت کرے تو اب شئ کے مالک اصلی (مؤکل) کے لیے اور نہ ہی اس وکیل کے لیے جس نے شئ کو فروخت کیا ہے یہ جائز ہے کہ وہ کم قیمت پر دوبارہ یہی شئ اپنے لیے یا اپنے علاوہ کسی دوسرے کے لیے (مصلحۃً ووکالۃً) خرید کریں۔

یہ عبارت تورق منظّم میں مُورق (بائع اصلی) کے کسی بھی طرح دوسری مرتبہ ہونے والے معاملہ میں شمولیت کو منع کرتی ہے نیز نہ صرف مورق کے لیے بلکہ اس کے وکیل کے لیے بھی دوسری مرتبہ ہونے والے معاملہ میں شمولیت کو سختی سے منع کرتی ہے اگرچہ وہ کسی دوسرے کے لیے ہی شئ کو کیوں نہ خرید کررہا ہو۔

امام زیلعی نے بھی اسی طرح کی بات ذکر فرمائی ہے۔ نیز ابن عابدین نے بھی یہی بات ذکر فرمائی ہے۔(۴۵)

ان تمام عبارات بالا سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ:

i۔ تورق منظّم فقہاء سلف کے ادوار میں بھی موجود تھا۔ پہلی صدی ہجری سے آج تک فقہاء کرام اس کی ممانعت کا حکم فرماتے رہے ہیں۔

ii۔ اس معاملہ میں اگرچہ مورق (بائع اول) کا متورق کے ساتھ توکیل کا معاملہ پہلے سے نہ بھی طے ہو، پھر بھی یہ معاملہ ناجائز رہے گا جیسا کہ سعید بن مسیّب اور حسن بصری وغیرہ کے اقوال سے واضح ہے۔

تورق منظّم یا تورق مصرفی کو مجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ نے بھی ناجائز قرار دیا ہے۔

تورق منظّم کے بارے میں مجمع الفقہی الاسلامی کا فیصلہ:

"الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على رسول الله وعلى اله وصحبه، اما بعد: فان مجلس المجمع الفقهي الاسلامي برابطة العالم الاسلامي في دورته السابعة عشرة المنعقدة بمكة المكرمة، في الفترة من 19-23/10/1424ه الذى يوافقه: 13-17/12/2003م، قد نظر في موضوع: "التورق كما تجريه بعض المصارف في الوقت الحاضر"

"وبعد الاستماع الى الابحاث المقدمة حول الموضوع، والمناقشات التي دارت حوله، تبين للمجلس أن التورق الذى تجريه بعض المصارف في الوقت الحاضر هو: قيام المصرف بعمل نمطي يتم فيه ترتيب بيع سلعة (ليست من الذهب أو الفضة) من أسواق السلع العالمية أو غيرها، على المستورق بثمن اجل، على أن يلتزم المصرف۔ اما بشرط في العقد أو بحكم العرف والعادة بأن ينوب عنه في بيعها على مشتر اخر بثمن حاضر، وتسليم ثمنها للمستورق۔"

وبعد النظر والدراسة، قرر مجلس المجمع ما يلي:

أولاً: عدم جواز التورق الذي سبق توصيفه في التمهيد للأمور الآتية:

1) "أن التزام البائع في عقد التورق بالوكالة في بيع السلعة لمشتر اخر أو ترتيب من يشتريها

يحعلها شبيهة بالعينة الممنوعة شرعاً، سواء أكان الالتزام مشروطاً صراحةً أم بحكم العرف والعادة المتبعة۔"

2) "أن هذه المعاملة تؤدي في كثير من الحالات الى الاخلال بشروط القبض الشرعي اللازم لصحة المعاملة۔"

3) "أن واقع هذه المعاملة يقوم على منح تمويل نقدي بزيادة لما سمي بالمستورق فيها من المصرف في معاملات البيع والشراء التي تجري منه والتي هي صورية في معظم أحوالها، هدف البنك من اجرائها أن تعود عليه بزيادة على ما قدم من تمويل، وهذه المعاملة غير التورق الحقيقى المعروف عند الفقهاء، والذى سبق للمجمع في دورته الخامسة عشرة أن قال بجوازه بمعاملات حقيقية وشروط محددة بينها قراره، وذلك لما بينها من فروق عديدة فصلت القول فيها البحوث المقدمة۔ فالتورق الحقيقي يقوم على شراء حقيقي لسلعة بثمن اجل تدخل في ملك المشتري و يقبضها قبضاً حقيقياً وتقع في ضمانه، ثم يقوم ببيعها هو بثمن حال لحاجته اليه، قد يتمكن من الحصول عليه وقد لا يتمكن، والفرق بين الثمنين الآجل والحال زيادة لما قدم من تمويل لهذا الشخص بمعاملات صورية في معظم أحوالها، وهذا لا يتوافر في المعاملة المبينة التي تجريها بعض المصارف۔"

ثانياً: "يوصي مجلس المجمع جميع المصارف بتجب المعاملات المحرمة، امتثالاً لأمرالله تعالى[1]، كما أن المجلس اذ يقدر جهود المصارف الاسلامية في انقاذ الامة الاسلامية من بلوى الربا، فانه يوصي بأن تستخدم لذلك المعاملات الحقيقة المشروعة دون اللجوء الى معاملات صورية تؤول الى كونها تمويلا محضاً بزيادة ترجع الى الممول۔"

والله ولي، و صلى الله وسلم على نبينا محمد وآله وصحبه"

اس فیصلہ میں

(i) تورق منظّم کی تعریف کی گئی ہے۔

(ii) تورق منظّم کو بایں وجوہات ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

الف۔ بائع یعنی بینک کا دوبارہ نقد پر فروخت کرنے کے معاملہ میں متورق کی طرف سے وکیل بننا یا فروختگی کے معاملہ کا انتظام کروانا اس تورق کو بیع عینہ سے مشابہہ بناتا ہے جو کہ حرام ہے۔

ب۔ بینکاری تورق میں اکثر شرعی قبضہ کی شرائط نہیں پائی جاتیں۔

ج۔ یہ معاملہ محض ایک کاروائی ہے جس میں بینک کم کے بدلے زیادہ حاصل کرتا ہے جو ظاہر ہے کہ سود ہی کی ایک شکل ہے۔ مجمع الفقہی الاسلامی نے اپنے سابقہ فیصلے میں جس تورق کی اجازت دی تھی وہ تورق اور یہ بینکاری تورق دو مختلف قسمیں ہیں اور ان میں واضح فرق ہے۔ وہاں حقیقی عقود انجام پاتے ہیں اور یہاں محض صوری عقود انجام پاتے ہیں۔

(iii) نیز کہ اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ ان تمام معاملات سے گریز کریں جو سود کے

مشابہ ہیں۔

تورق مقلوب:

تورق مقلوب، اسلامی مالیاتی اداروں اور بینکوں میں مختلف ناموں ''مرابحہ عکسیہ'' (Inverse Murabaha) براہ راست انویسمینٹ (Direct Invesment)، انویسمینٹ بطریق وکالۃ (Proxy Invesment) وغیرہ سے جاری ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ تورق منظّم جس طرح عمیل کو نقد رقم فراہم کرنے کا ذریعہ ہے اسی طرح تورق مقلوب بینک کو نقد رقم میسر آنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں عمیل مورق اور بینک متورق ہے اسی لیے اسے تورق مقلوب یعنی الٹا تورق یا تورق عکسی کہا جاتا ہے اور اسی لیے اسے مرابحہ عکسیہ کہا جاتا ہے کہ اس میں عمیل دائن اور بینک مدیون ہے۔ نیز براہ راست انویسمینٹ اور انویسمینٹ بطریق وکالۃ بھی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ عمیل بجائے خود خریدنے کے بینک کے واسطہ سے خریدتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تورق مقلوب، روایتی سودی بینکاری میں جاری Term Deposit کے مقصد سے مختلف نہیں ہے۔ Term Deposit بھی ایک ایسا طریقہ ہے جس میں سودی بینک Depositer کی رقم ایک خاص مدت تک اپنے پاس رکھتا ہے اور پھر اسی میں بطریق سود اضافہ کر کے واپس کرتا ہے مثلاً ایک لاکھ روپیہ، ایک سال کیلئے رکھا گیا اور ہر ماہ پانچ سو روپیہ بطور سود ادا کیا جاتا رہا اور پھر مدت پوری ہو جانے کے بعد یہی ایک لاکھ واپس کر دیا گیا۔

تورق مقلوب میں بھی بینک اولاً عمیل کی طرف سے وکیل ہو کر ایک شئے خریدتا ہے اور پھر خود ہی اسے عمیل سے ادھار پر خرید لیتا ہے اور قسطوں کی صورت میں عمیل کو ادائیگی کرتا رہتا ہے۔ دوسری طرف بینک اس خرید کردہ چیز کو فوری طور پر نقد پر فروخت کر دیتا ہے یوں بینک کو نقد رقم (Liqudity) حاصل ہو جاتی ہے۔

جس طرح تورق منظّم کو حدِ جواز سے دائرہ ممانعت میں لانے والے اصل نقطہ توکیل تھا اسی طرح تورق مقلوب میں بھی مخدوش نقطہ یہی توکیل ہے۔ شریعت اسلامیہ حقیقی خرید وفروخت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اس لیے کہ اس کے نتیجہ میں ہزاروں منسلک افراد کو روزگار ملتا ہے جب کہ کاروبار کی وہ تمام اقسام جن میں لفظی کاروائی ہی ہو اور مبیع اپنی جگہ سے منتقل تک نہ ہو ایسے کاروبار کی شدت سے ممانعت اور حوصلہ شکنی کرتی ہے۔

دوسرے ذریعہ سے جائزہ لیا جائے تو اسلامی بینکاری کی روح حقیقی کاروبار کا فروغ ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب اسلامی بینک فنڈز کے حصول اور استعمال کے لئے مثالی اسلامی طریقوں شرکت و مضاربت کو اپنائیں۔ لیکن کم قسمتی سے اسلامی بینکوں کو ان مثالی طریقوں کے استعمال میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں مرابحہ، اجارہ اور دیگر عارضی طریقوں کا سہارا لینا پڑا۔ اسلامی بینکوں کی کاروائیوں پر

نظر رکھنے والے اداروں نے ان غیر مثالی طریقوں کو صرف اس لئے قبول کر لیا کہ نظام چلتا رہے لیکن بجائے اس کے کہ مثالی طریقوں کی طرف پیش رفت کی کوئی صورت نظر آتی، ان بینکوں نے روایتی بینکاری کے خاکہ (Frame Work) کو اسلامی رنگوں سے بھرنا شروع کر دیا اور اسلامی کی بجائے حیلوں اور رخصتوں پر مشتمل غیر سودی بینکاری کو اپنا مطمع نظر بنا لیا۔ نتیجہ وہی ہے جو سب کو نظر آ رہا ہے۔ مرابحہ سے تجاوز کرتے ہوئے مرابحہ عکسیہ اور تورق سے تجاوز کرتے ہوئے تورق مقلوب ان اسلامی بینکوں کی پچھلی تین دہائیوں کی ترقی رپورٹ (Progress Report) ہے۔

تورق مقلوب کے عدم جواز کی وجوہات:

۱۔ تورق مقلوب اور مرابحہ عکسیہ، عام تورق اور مرابحہ سے زیادہ نقصان دہ ہیں اس لئے کہ تورق منظّم میں فروختگی کا معاملہ مکمل ہونے کے بعد عمیل بینک کو دوبارہ فروختگی کے لئے وکیل بناتا ہے جب کہ تورق مقلوب میں بینک کی توکیل ابتداء ہی میں شامل ہے گویا خرید و فروخت کے عقد اول ہی میں بینک وکیل بن چکا ہے۔

۲۔ نیز یہ کہ تورق منظّم میں دائن (بینک) طرف ثالث سے نقد وصول کر کے مدین کو دیتا ہے جب کہ تورق مقلوب میں مدین (بینک) دائن کو (وکالۃً) فروختگی کے بعد نقد رقم دیتا ہے جو تہمت ربا کے لیے زیادہ مثبت ہے۔

۳۔ نیز یہ کہ جب مرابحہ میں وعدہ کا التزام ممنوع ہے تو پھر تورق مقلوب یا مرابحہ عکسیہ میں اس کا التزام بطریق اولیٰ ممنوع ہونا چاہیے اس لئے کہ عام مرابحہ میں نقد مؤجل کے مقابلے میں کوئی شئے تو ہے جب کہ یہاں نقد حاضر کا نقد مؤجل سے معاوضہ ہے۔

۴۔ نیز یہ کہ تورق مقلوب میں جب بینک کی نیت ہی یہی ہے کہ وکالۃً خرید کردہ شئے اسی نے دوبارہ خریدنی ہے تو اس بات میں کیسے فرق کیا جائے گا کہ وہ وکالۃً شئے خریدتے وقت موکل کی مصلحت کو مدنظر رکھ رہا ہے یا خود اپنی یعنی وکیل کی مصلحت کا خیال کر رہا ہے۔ قرائن و احوال اسی کی خبر دیتے ہیں کہ وہ اپنے ہی مفادات کی پرواہ کرے گا کیونکہ اسی نے بعد ازاں اسے خرید کرنا ہے اور پھر فروخت کرنا ہے۔

۵۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ بینکوں کے اکاؤنٹس میں رکھی جانے والی رقم پر بینک کا قبضہ امانۃً نہیں ہوتا بلکہ ضماناً ہوتا ہے جب تورق مقلوب میں عمیل و دائن کے اکاؤنٹ میں موجود رقم پر بینک کا قبضہ ضماناً ہے تو پھر بینک بطور وکیل، عمیل کی طرف سے شئے کیسے خرید سکتا ہے کیونکہ وہ تو قرض دار بن چکا ہے پھر اس معاملہ کے اخیر میں بینک نے اولاً جس قدر رقم پر قبضہ کیا تھا اخیراً اس سے زیادہ رقم کا وہ قرض دار ہے اور یہی تو سود ہے مثلاً بوقت معاملہ صدیق کے اکاؤنٹ میں ایک کروڑ روپیہ تھا۔ یہ رقم بینک کے پاس بطور ضمانت کے ہے۔ بینک انٹرنیشنل مارکیٹ سے ایک کروڑ کی شئے خریدتا ہے وکالۃً۔ پھر اصالۃً خود ہی اسے ایک کروڑ دس لاکھ

میں خرید لیتا ہے اور اب بینک جس کے پاس صدیق کے ایک کروڑ روپے تھے وہ صدیق کے ایک کروڑ دس لاکھ کا مقروض ہوگیا اور یہی سود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالک نے تورق مقلوب سے منع فرمایا ہے۔

"وأما ان اعطى رب المال لمريد سلف منه بالربا ليشترى بها سلعة على ملك رب المال ثم يبيعها له فهوممنوع" (۴۶)

"ومن هذا الباب مسألة يفعلها بعض الناس، وهى ممنوعة، وذلك ان يدفع لبعض الناس دراهم ويقول له اشتربها سلعة على ذمتى فاذا اشتريتها بعتها منك بربح لاجل، ولا اشكال فى منع ذلك" (۴۷)

"الا ان الوكيل فى هذه المسالة هو المبتاع للطعام بالثمن الذى دفعه اليه موكله، فلا يجوز ان يبيعه منه وان تحقق قبضه باكثر مما دفع اليه" (۴۸)

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ موکل کا قبضہ شئے پر ہوجائے پھر بھی وکیل بالشراء کے لیے اب اپنی ہی وکالۃً خرید کردہ شئے کو دوبارہ اصالۃً خریدنا ناجائز ہے اس لئے کہ اسے وکالۃً خریدنے کے لئے جتنی رقم دی گئی تھی اب اصالۃً خریدتے وقت اس سے زیادہ رقم کا قرض دار ہوگیا جو ناجائز ہے۔

تورق مقلوب کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی مکہ مکرمہ کا موقف:

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، نبينا محمد، وعلى آله وصحبه، أما بعد:

فان مجلس المجمع الفقهي الاسلامي برابطة العالم الاسلامى في دورته التاسعة عشرة المنعقدة بمكة المكرمة في الفترة من ۲۲-۲۷شوال۱۴۲۸ه الذى يوافقه ۳-۸نوفمبر۲۰۰۷م، قد نظر في موضوع: "المنتج البديل عن الوديعة لأجل"، والذى تجريه بعض المصارف في الوقت الحاضر تحت أسماء عديدة، منها: المرابحة العكسية، والتورق العكسي أو مقلوب التورق، والاستثمار المباشر، والاستثمار بالمرابحة، ونحوها من الأسماء المحدثة أو التي يمكن احداثها۔

والصورة الشائعة لهذا المنتج تقوم على ما يلي:

۱۔ توكيل العميل (المودع) المصرف في شراء سلعة محددة، وتسليم العميل للمصرف الثمن حاضراً۔

۲۔ ثم شراء المصرف للسلعة من العميل بثمن مؤجل، وبهامش ربح يجري الاتفاق عليه۔

وبعد الاستماع الى البحوث والمناقشات المستفيضة حول هذاالموضوع، قرر المجلس عدم جواز هذه المعاملة؛ لما يلي:

۱۔ أن هذه المعاملة مماثلة لمسألة العينة المحرمة شرعاً، من جهة كون السلعة المبيعة ليست مقصودة لذاتها، فتأخذ حكمها، خصوصاً أن المصرف يلتزم للعميل بشراء هذه السلعة منه۔

۲۔ أن هذه المعاملة تدخل في مفهوم "التورق المنظم" وقد سبق للمجمع أن قرر تحريم

التورق المنظم بقراره الثاني في دورته السابعة عشرة، وما علل به منع التورق المصرفي من علل يوجد في هذه المعاملة۔

۳۔ أن هذه المعاملة تنافي الهدف من التمويل الاسلامي، القائم على ربط التمويل بالنشاط الحقيقي، بما يعزز النمو و الرخاء القتصادي۔

والمجلس اذ يقدر جهود المصارف الاسلامية في رفع بلوى الربا عن الأمة الاسلامية، و يؤكد على أهمية التطبيق الصحيح للمعاملات المشروعة والابتعاد عن المعاملات المشبوهة أو السورية التى تؤدي الى الربا المحرم، فانه يوصي بما يلي:

۱۔ أن تحرص المصارف والمؤسسات المالية على تجنب الربا بكافة صوره وأشكاله: امتثالاً لقوله سبحانه ﴿يا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبَا اِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِيْنَ﴾

۲۔ تأكيد دور المجامع الفقهية، والهيئات العلمية المستقلة، في ترشيد وتوجيه مسيرة المصارف الاسلامية: لتحقيق مقاصد وأهداف الاقتصادي الاسلامي۔

۳۔ ايجاد هيئة عليا في البنك المركزي في كل دولة اسلامية، مستقلة عن المصارف التجارية، تكون من العلماء الشرعيين والخبراء الماليين: لتكون مرجعاً للمصارف الاسلامية، و التاكد من أعمالها وفق الشريعة الاسلامية۔

والله ولي التوفيق وصلى الله على نبينا محمد واله وصحبه"

اس فیصلہ میں اولاً تورق مقلوب کی تعریف کی گئی ہے اور پھر اسے بوجہ

(i) بیع عینہ کے مشابہ ہونے کے

(ii) تورق منظّم ہی کی ایک شکل ہونے کے

(iii) محض ایک غیر حقیقی شکلی ہاتھوں کی تبدیلی کے ناجائز قرار دیا گیا ہے اور پھر (i) اسلامی بینکوں کو سودی مشابہت والے اعمال اپنانے سے منع کیا گیا ہے۔ (ii) علمی وفقہی مجالس اور اداروں کو تاکید کی گئی ہے کہ اسلامی بینکوں کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام دیں (iii) ہر ملک میں مرکزی بینک میں ایک مستقل اسلامی بینکاری کا شریعہ بورڈ قائم کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔

تورق (فردی، منظّم ومقلوب) کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کا موقف:

قراررقم ۱۷۹ (۱۹/۵)

بشأن التورق: حقيقه، انواعه (الفقهي المعروف والمصرفى المنظم)

ان مجلس مجمع الفقه الاسلامي الدولي المنبثق عن منظمة المؤتمر الاسلامى المنعقد فيے دورته التاسعة عشرة فيے امارة الشارقة (دولة الامارات العربية المتحدة) من ۱ الى ۵ جمادى الاولى ۱۴۳۰ھ، الموافق ۲۶۔ ۳۰ نيسان (ابريل) ۲۰۰۹م،

بعد اطلاعه على البحوث الواردة الى المجمع بخصوص موضوع التورق: حقيقته، انواعه (الفقهى المعروف والمصرفيے المنظم)، وبعد استماعه الى المناقشات التي دارت حوله، وبعد الاطلاع على قرارات المجمع الفقهي الاسلامي التابع لرابطة العالم الاسلامي بمكة

المكرمة بهذا الخصوص،قرر ما يلي:

أولاً: أنواع التورق وأحكامها:

(۱) التورق فی اصطلاح الفقهاء: هو شراء شخص (المستورق) سلعة بثمن مؤجل من أجل أن يبيعها نقدا بثمن أقل غالباً الى غير من اشتريت منه بقصد الحصول على النقد۔ وهذا التورق جائز شرعا، شرط أن يكون مستوفياً لشروط البيع المقررة شرعاً۔

(۲) التورق المنظم في الاصطلاح المعاصر: هو شراء المستورق سلعة من الاسواق المحلية أو الدولية أو ما شابهها بثمن مؤجل يتولى البائع (الممول) ترتيب بيعها، اما بنفسه أو بتوكيل غيره أو بتواطؤ المستورق مع البائع على ذلك، وذلك بثمن حال أقل غالباً۔

(۳) التورق العكسي: هو صورة المنظم نفسها مع كون المستورق هو المؤسسة والممول هو العميل۔

ثانياً: لا يجوز التورقان (المنظم والعكسي) وذلك لأن فيهما تواطؤا بين الممول والمستورق، صراحة أو ضمنا أوعرفاً، تحايلاً لتحصيل النقد الحاضر بأكثر منه فى الذمة وهو ربا۔

ويوصي بما يلي:

(ا) التأكيد على المصارف والمؤسسات المالية الاسلامية باستخدام صيغ الاستثمار والتمويل المشروعة في جميع أعمالها، وتجنب الصيغ المحرمة والمشبوهة التزاماً بالضوابط الشرعية بما يحقق مقاصد الشريعة الغراء، ويجلي فضيلة الاقتصاد الاسلامي للعالم الذي يعاني من التقلبات والكوارث الاقتصادية المرة تلو الأخرى۔

(ب) تشجيع القرض الحسن لتجنيب المحتاجين للجو للتورق، وانشاء المؤسسات المالية الاسلامية صناديق للقرض الحسن۔

اس فیصلہ میں اولاً تورق کی اقسام ثلاثہ (تورق فردی، تورق منظّم، تورق مقلوب) کوناجائز قرار دیا گیا ہے کیونکہ ان میں متورق اور مورق کے درمیان وکالت کا عنصر موجود ہوتا ہے۔ ثانیاً اسلامی مالیاتی اداروں کو مقاصد شریعت سے ہم آہنگ طریقہ ہائے تمویل اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے اور قرض حسن دینے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا موقف

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اپنے انیسویں سیمینار میں تورق کے متعلق درج ذیل تجاویز دیں۔

تورق کا مسئلہ:

بعض دفعہ انسان کو نقد رقم کی ضرورت ہوتی ہے اور اسے کوئی قرض دینے والا نہیں ملتا لہٰذا وہ شخص کوئی مال ادھار زیادہ قیمت پر خرید کر کسی تیسرے شخص کے ہاتھ نقد کم قیمت پر فروخت کردیتا ہے تا کہ اسے نقد رقم حاصل ہوجائے یہ صورت دور قدیم سے رائج ہے فقہاء حنابلہ کے یہاں اس صورت مسئلہ کے لیے تورق کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک دو علیحدہ عقد ہونے کی بناء پر یہ صورت جائز ہے۔ دور حاضر میں بعض اسلامی بنک اور مالیاتی ادارے

تورق کے نام سے بعض معاملات کرتے ہیں جن کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے، اس پس منظر میں غور خوض اور بحث ومباحثہ کے بعد درج ذیل قرارداد یں طے پائیں۔

۱۔ اگر کوئی اسلامی بنک یا مالیاتی ادارہ قرض لینے والے کے ہاتھ سامان زیادہ قیمت میں ادھار فروخت کر کے کم قیمت میں خود ہی یا اس کا کوئی ذیلی ادارہ خریدتا ہے تو یہ ناجائز ہے۔

۲۔ اگر بنک حقیقت میں خرید وفروخت نہیں کرتا بلکہ یہ صرف کاغذی کاروائی ہوتی ہے تو یہ شرعاً ناجائز ہے۔

۳۔ اگر اسلامی بنک قرض لینے والے کے ہاتھ اپنا کوئی سامان زاید قیمت میں ادھار فروخت کر کے بے تعلق ہوجائے اور خریدار اس سامان کو قبضہ میں لینے کے بعد اپنے طور پر کسی اسے شخص کے ہاتھ کم قیمت میں نقد فروخت کردے جس کا اس بنک سے اس معاملہ میں کوئی تجارتی تعلق نہ ہو تو یہ صورت جائز ودرست ہوگی۔

خلاصہ بحث:

۱۔ تورق فردی ایک ایسا عقد ہے جس میں نقد رقم کا ضرورت مند شخص کسی شخص سے کوئی چیز مہنگے داموں ادھار خریدتا ہے اور پھر کسی تیسرے شخص کے ہاتھ سستے داموں نقد فروخت کر دیتا ہے اور یوں نقد رقم حاصل کر کے اپنی ضرورت پوری کرلیتا ہے۔ یہ عقد جمہور علماء وفقہاء کے نزدیک جائز ہے۔

۲۔ بیع عینہ جس میں ادھار خرید کرنے والا دوبارہ بائع اول ہی کو نقد فروخت کر دیتا ہے، جمہور علماء کے نزدیک ناجائز ہے۔ اسی طرح توریق بھی ناجائز ہے۔

۳۔ تورق منظم وہ ہے جس میں باقاعدہ بائع اول متورق کے لیے نقد فروختگی کے معاملہ میں وکیل کے فراض سرانجام دیتا ہے اور تورق مصرفی بھی اسی تورق منظم کی جدید صورت ہے جس میں بینک عمیل یعنی متورق کے لیے وکیل کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ یہ عقد ناجائز ہے اس لیے کہ اولاً یہ ربا کے مشابہ ہے اور ثانیاً اس میں قبضہ نہیں پایا جاتا۔

۴۔ تورق مقلوب جس میں بینک متورق اور عمیل مورق ہو جاتا ہے یہ بھی ناجائز ہے اور تورق منظم سے زیادہ قابل شناعت ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، ایران، قم، ۱۴۰۵ھ، ۱۰/۳۷۵۔

۲۔ الکہف، آیت:۱۹۔

۳۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ الغنم۔

۴۔ الموسوعۃ الفقھیۃ الکویت، تحت ''تورق'' ۱۴/۱۴۷۔

۵۔ وھبہ الزحیلی، الدکتور، التورق حقیقتہ وانواعہ (الفقھی المعروف والمصر فی المنظم) ص:۳ (مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کے انیسویں سیمینار میں پیش کیا گیا مقالہ)۔

۶۔ (i) ابن رشد صفید، محمد، بدایۃ المجتہد، لاہور، المکتبۃ العلمیۃ، ۱۹۸۴، کتاب البیوع، باب فی بیوع الذرائع الربویۃ، ۲/۱۰۶۔۱۰۷

(ii) ابن تیمیہ، محمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاویٰ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۵ء، کتاب البیوع، مسئلۃ التورق ومسئلۃ العینۃ، ص۱۹۴۔۱۹۷ جزء ۲۹۔

(iii) خطاب، محمد بن عبد الرحمٰن، مواہب الجلیل شرح مختصر الخلیل، بیروت، دار الکتب العلمیۃ ۱۹۹۵ء، کتاب البیوع، فصل فی العینۃ ۶/۱۹۳۔۲۰۰۔

(iv) ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، مکہ مکرمۃ، مکتبہ مصطفیٰ احمد الباز، س۔ن، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب فی بیع العینۃ، ۵/۲۷۳۔

(v) نووی، یحیٰی بن شرف، المجموع شرح المھذب، ۱۰/۱۵۳۔

۷۔ ابن قیم، تہذیب السنن، بیروت، المکتبۃ السلفیۃ، ۱۹۷۹ء، ۹/۳۴۷۔

۸۔ سعید بوھراوۃ، التورق المصر فی، دراسۃ تحلیلیۃ نقدیۃ للآراء الفقھیۃ، ص۹۔۱۱۔ (مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کے انیسویں سیمینار میں پیش کیا گیا مقالہ)۔

۹۔ سعید بوھراوۃ، التورق المصرفی، دراسۃ تحلیلیۃ نقدیۃ للآراء الفقھیۃ، ص۹۔۱۱۔

۱۰۔ سویلم، سامی بن ابراہیم، الدکتور، منتجات التورق المصر فیہ، ص۲۳ (مجمع الفقہ الاسلامی کے انیسویں سیمینار میں پیش کیا گیا مقالہ)

۱۱۔ ابن مفلح، الفروع، ۴/۱۷۱۔

۱۲۔ البھوتی، منصور بن یونس، کشاف القناع، مکۃ المکرّمۃ، مطبعۃ الحکومۃ، ۱۳۹۴ھ، ۳/۱۷۵۔

۱۳۔ ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغنی مع الشرح الکبیر، کتاب البیوع، باب المصراۃ وغیر ذلک، ۴/۲۷۷۔۲۷۹۔

۱۴ مجموع الفتاوی، مسئلۃ التورق و مسئلۃ العینۃ ۲۹/۱۹۶، تہذیب السنن، پاکستان، المکتبۃ الاثریۃ،

۵/۱۰۸۔۱۰۹۔

۱۵۔ شافعی، محمد بن ادریس، کتاب الام، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۲ء، کتاب البیوع، باب بیع الآجال، ۳/۹۵۔۹۶۔

۱۶۔ ماوردی، علی بن محمد، الحاوی الکبیر، مکۃ مکرمۃ، مکتبہ دار الباز، ۱۹۹۹ء، کتاب البیوع، باب الرجل یبیع الی اجل ثم یشتریہ باقل من الثمن، ۵/۲۸۹۔

۱۷۔ نووی، یحیٰی بن شرف، روضۃ الطالبین، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ، ۳/۴۱۶۔۴۱۷۔

۱۸۔ مثلاً دیکھئے: شربینی، محمد بن احمد، مغنی المحتاج، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س۔ن، کتاب البیوع، باب فی بیوع المنھی عنھا وغیرھا ۲/۱۳۹۔

۱۹۔ ابن رشد اکبر، محمد بن احمد، المقدمات الممھدات، بیروت، دار العرب الاسلامی، س۔ن، ۲/۵۳۔

۲۰۔ ابن قدامۃ، الشرح الکبیر مع حاشیۃ الدسوقی، مصر، عیسی بابی الحلبی، س۔ن، کتاب البیوع، فصل ذکر فیہ حکم بیع العینۃ، ۳/۸۹۔

۲۱۔ ابن رشد، محمد بن احمد، النوادر والزیادات، ۶/۹۲۔

۲۲۔ محولہ بالا۔

۲۳۔ ابن رشد اکبر، محمد بن احمد، البیان والتحصیل، بیروت، دار الغرب الاسلامی، س۔ن، کتاب السلم والآجال الاول، ۷/۸۹۔

۲۴۔ ایضاً، کتاب السلم والآجال الثانی، تحت عنوان ''من کتاب القطعان'' ۷/۱۷۶۔

۲۵۔ الدسوقی، محمد بن عرفۃ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، مصر، عیسیٰ بابی الحلبی، س۔ن، کتاب البیوع، فصل فی بیوع الآجال، ۳/۷۷۔

۲۶۔ قرافی، احمد بن ادریس، الفروق، بیروت، دار المعرفۃ، س۔ن، ۳/۲۶۸۔

۲۷۔ سرخسی، محمد بن ابی سہل، المبسوط، بیروت، دار المعرفۃ، س۔ن، کتاب الصرف، باب القرض والصرف فیہ، ۱۴/۳۶۔

۲۸۔ حصکفی، علاء الدین، الدر المختار مع رد المحتار، مکہ مکرمۃ، مکتبہ مصطفیٰ احمد، الباز، س۔ن، کتاب الکفالۃ، مطلب بیع العینۃ، ۵/۳۲۵۔

۲۹۔ نسفی، عمر بن محمد، طلبۃ الطلبۃ فی الاصطلاحات الفقھیۃ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۸ھ، کتاب البیع، تحت عنوان ''العینۃ'' ص:۲۰۶۔

۳۰۔ زیلعی، عبد اللہ بن یوسف، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۰ھ، کتاب الکفالۃ، زیر عنوان ''فصل'' ۵/۵۴۔

۳۱۔ شیخ نظام و جماعۃ علماء، الفتاویٰ الھندیۃ (فتاویٰ عالمگیری)، بیروت، دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ، کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروھۃ والارباح الفاسدۃ، ۳/ ۲۰۸۔۲۰۹۔
۳۲۔ رد المحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب بیع العینۃ، ۵/۳۲۶۔
۳۳۔ ایضاً، ۵/ ۳۲۵۔۳۲۶۔
۳۴۔ فتوی الھندیۃ، ۳/۲۰۹۔
۳۵۔ ابن ہمام، عبدالواحد، فتح القدیر، مصر، دار احیاء التراث العربی، س۔ن، کتاب الکفالۃ، ۶/۳۲۴۔
۳۶۔ رد المحتار، ۵/۳۲۶۔
۳۷۔ قاضی خان، حسن بن منصور اوزجندی، فتاویٰ قاضی خان علیٰ ہامش الھندیۃ، کوئٹہ، مکتبہ ماجدیہ، س۔ن، ۵/۲۷۹۔
۳۸۔ محولہ بالا۔
۳۹۔ الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، تحت عنوان ''تورق'' ۱۴/ ۱۴۷۔
۴۰۔ قوارات المجمع الفقھی الاسلامی، مکہ مکرمۃ رابطہ العالم الاسلامی، ۱۴۲۱ھ، ص ۳۲۱۔۳۲۲۔
۴۱۔ (i) عبد الرزاق بن ہمام، المصنف، تحقیق و طباعت، حبیب الرحمٰن اعظمی، کتاب البیوع، باب الرجل یعین الرجل هل یشتریها منه او یبیعها لنفسه، حدیث نمبر ۱۵۲۷۳، ۸/۲۹۴، ۲۹۵۔
(ii) ابن ابی شیبۃ، المصنف، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، کتاب البیوع والاقضیۃ، فی الرجل یبیع الدین الی اجل، حدیث نمبر ۲۳۰۲۹، ص ۴/ ۵۵۶۔۵۵۷۔
۴۲۔ عبدالرزاق، مصنف، حدیث نمبر ۱۵۲۷۴، ۸/ ۲۹۵۔
۴۳۔ ایضاً، حدیث نمبر، ۱۵۲۷۵، ۸/ ۲۹۵۔
۴۴۔ المدونۃ الکبری، ۴/ ۱۲۵۔
۴۵۔ شیبانی، محمد بن الحسن، الامام، کتاب الاصل، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، س۔ن، کتاب البیوع، باب السلم، (باب نمبر ۹، باب العیوب فی البیوع کلھا) فقرہ نمبر ۴۳، ۵/۲۰۴۔
۴۶۔ تبیین الحقائق، کتاب الکفالۃ، زیرعنوان ''فصل'' ۵/۵۴۔
۴۷۔ رد المحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب بیع العینۃ، ۵/ ۳۲۶۔
۴۸۔ حاشیۃ الدسوقی، کتاب البیع، فصل فی بیوع الآجال، ۳/ ۸۹۔
۴۸۔ مواہب الجلیل، کتاب البیوع، فصل فی العینۃ، ۶/ ۲۰۰۔
۵۰۔ البیان والتحصیل، کتاب السلم والآجال الثانی، من مسئلۃ القطان، ۸/ ۱۳۷۔ ۱۳۸، ۱۲/ ۳۳۵، النوادر والزیادات، ۷/ ۲۴۰۔